بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وآلہٖ وسلم

مکتوبات امام ربانی رضی اللہ عنہ

(ایک جائزہ)

تحریر
محمد ہمایوں عباس شمس

بزم اقبال
جامعہ ریاض العلوم
فیصل آباد

الحسن پبلشرز ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ وسلم

انتساب

حضور قبلہ فقیہہ عصر مفتی **محمد امین** دامت برکاتہم العالیہ
کے نام
جن کی نظر کیمیا اثر نے ہزاروں غافلوں کے دل کی دنیا کو بدل کر
قرآن و سنت کے تابع کر دیا۔
جن کی ذات سلوک مجددیہ کی امین ہے۔
جن کی صحبت سے خوابیدہ قدریں جاگتی ہیں اور سوچ کا روپ بدلتا ہے۔
اور
جو "آب کوثر" کی صورت میں صاحب کوثر علیہ السلام کی محبت کو اہل اسلام کے
سینوں میں فروزاں کر رہے ہیں۔

محمد ہمایوں عباس شمس

حرف اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ وسلم

نبی رحمت، شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہر صدی کے آغاز میں مجدد پیدا ہوئے اور انہوں نے تجدیدِ دین کی خدمات انجام دیں۔ لیکن جب ہم ان کے حالات زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو واضح طور پر نظر آتا ہے کہ دین کے کسی خاص شعبے میں انہوں نے تجدیدی کارنامے انجام دیئے۔ لیکن ایسی جامعیت اور ہمہ گیری کہیں نظر نہیں آئی جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی سیرت میں ہم دیکھتے ہیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اسلام کے احیاء اور اسکی سربلندی کے لیے عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں۔ اگر آپ اکبری دور میں اس کے خلاف جہاد نہ کرتے تو نہ مساجد میں اذانیں ہوتیں، نہ علوم دینیہ کا درس ہوتا اور نہ خانقاہوں میں سالکین و ذاکرین ذکر الٰہی کرتے۔

تصوف کی دنیا میں مکتوبات مجددیہ معنوی حیثیت سے اتنے ہمہ گیر ہیں کہ شاید ہی کوئی دوسری تصنیف ہو۔

زیرِ نظر مقالہ استاد محترم محمد ہمایوں عباس شمس (لیکچرر شعبہ علوم

اسلامیہ' جامعہ ریاض العلوم فیصل آباد) نے حضرت مجدد الف ثانی کانفرنس منعقد
15 جولائی 1996ء ' 27 صفر المظفر 1416ھ بمقام الحمرا ہال لاہور میں پڑھا۔

آپ حضور قبلہ علامہ محمد کریم سلطانی مدظلہ العالیٰ کے حکم پر "حضرت
مجدد الف ثانیؒ کی تفسیری خدمات" کے موضوع پر پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔

زیر نظر مقالہ مکتوبات مجددیہ کا سرسری تعارف ہے۔ جسے "بزم اقبال" شائع
کرنے کا اعزاز حاصل کر رہی ہے۔

محمد رفاقت رسول (صدر بزم کریمی فیصل آباد) کا شکریہ جن کی خصوصی دلچسپی
سے یہ تحقیقی کام منصۂ شہود پر آرہا ہے۔

بزمِ اقبال کے عہدیداران محمد علی' حافظ محمد یونس جاوید' حافظ محمد رفیق' محمد
عبدالغنی صابری' محمد حسنین عامر بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔

اللہ رب العزت ہمیں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے فیوض سے مستفید
فرمائے۔

آمین! بجاہ سید المرسلین

محمد زاہد فاروقی
ناظم نشرو اشاعت "بزمِ اقبال"
جامعہ ریاض العلوم' پیپلز کالونی نمبرا
فیصل آباد

ارسالِ مکتوب تبلیغ حق کا وہ زریں سلسلہ ہے کہ قرآن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکتوب مبارک کا ذکر کر کے اس سلسلہ کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے مکتوب بھی اس بات کو واضح کرتے ہیں۔ کہ دعوت توحید اور اظہار مقصود کیلئے ارسال مکتوب ایک موثر ذریعہ ابلاغ ہے۔ جسے نبی آخرالزماں ﷺ نے اختیار فرمایا۔ اطاعت واتباع رسول سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا طرہ امتیاز ہے۔ ان بزرگان دین نے اتباع رسول ﷺ میں ارسال مکتوب کی سنت اپنائی۔ یہی وجہ ہے کہ سب سے زیادہ شہرت اسی سلسلہ کے اولیا کے مکتوبات کو ملی۔ مکتوباتِ نبوی اور مکتوباتِ خلفائے راشدین کے بعد تاریخ نے کسی کے مکتوبات کو شرفِ پذیرائی سے نوازا تو وہ حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی' شیخ احمد سرہندیؒ کے مکتوبات ہیں۔ آپ کے مکاتیب نہ صرف علم و عرفان کا بحرناپید کنار ہیں۔ بلکہ بارگاہ رسالت مابؐ میں بھی شرف قبولیت حاصل کیے ہوئے ہیں۔

ان مکاتیب کا مختصر تعارف' انکے بارے میں اہل علم کی آراء اور مکاتیب کی اہمیت و اثرات پیش خدمت ہے۔

ایک بار حضرت مظہر جان جاناں شہیدؒ نے خواب میں بارگاہ رسالت ماب میں عرض کی کہ حضرت مجدد کے بارے میں آپکا کیا ارشاد ہے۔ فرمایا

"میری امت میں انکی مثل اور کون ہے؟" میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا انکے مکتوبات بھی آپ کی نظر سے گزرے ہیں۔ فرمایا۔ اگر اس میں سے تمہیں کچھ یاد ہو تو سناؤ۔ میں نے آپ کے ایک مکتوب کی عبارت پڑھی

سبحانہ تعالیٰ وراء الوراء ثم وراء الوراء

آپ نے اسے بیحد پسند کیا اور فرمایا پھر پڑھو۔ میں نے دوبارہ وہی عبارت پڑھی تو اس سے بھی زیادہ تعریف کی۔ (مقاماتِ مظہری ۳۴۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان مکتوبات کو بھی بنظر تحسین دیکھا ہے۔

ایک رافضی طالبعلم نے ایک روز مکتوبات امام ربانی میں پڑھا کہ حضرت امام مالک حضرت شیخین اور حضرت امیر معاویہ پر سب وشتم کرنے والوں پر حد جاری فرمایا کرتے تھے۔ تو اس نے مکتوبات کو غصے سے زمین پر پھینک دیا۔ جب سویا تو خواب میں حضرت شیخ سرھندی تشریف لائے۔ اور اس کے دونوں کان پکڑ کر فرمایا۔ کہ اے طفلِ نادان تو ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے۔ چنانچہ اسے پکڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں لے گئے۔ آپ نے اسے فرمایا خبردار! حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابہ کی شان کے خلاف ایک لفظ بھی منہ پر نہ لانا۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے بھائی کن نیک نیتوں سے ہم سے لڑے اور نہ ہی شیخ کی تحریر سے منہ موڑنا۔ اس نصیحت کے باوجود اس لڑکے کا دل صاف نہ ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سخت ناراض ہوئے اور حضرت مجدد سے فرمایا کہ اسے مارو۔ آپ نے پوری قوت سے اسے تھپڑ رسید کیا۔ تو اس نوجوان کے دل سے حضرت معاویہ کے بارے میں کدورت دور ہو گئی۔

(سیارہ ڈائجسٹ ا ر ۴۶۸ اولیائے کرام نمبر

مکتوبات تین جلدوں پر مشتمل ہیں۔

پہلا دفتر:۔

پیغمبران مرسل اور اصحاب مرسل کی تعداد کے مطابق 313 مکتوبات پر مشتمل ہے۔ اور دُرّ المعرِفت کے نام سے موسوم ہے۔ یہ 1616ء میں قلعہ گوالیار میں محبوس ہونے سے تین سال پہلے جمع ہوا اور انہیں خواجہ یار محمد بدخشی نے جمع کیا۔ 20 خطوط وہ ہیں۔ جو حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں ارسال کئے گئے۔ ایک طویل خط صاحبزادگان کے نام ہے' دفتر اول کے مکتوبات میں آپ نے تصوف کے تمام مقامات و احوال مثلاً عروج و نزول' فنا و بقا' مراقبہ و مشاہدہ' جذب و سلوک' جمال د جلال' ذات و صفات حق تعالیٰ' مقام عبدیت' سیرالی اللہ وغیرہ کو تفصیل سے بیان فرمایا۔

دوسرا دفتر:۔

دوسرے دفتر میں اسمائے حسنیٰ کے مطابق ۹۹ مکتوبات درج ہیں اور یہ نُورُالخَلائِق کے نام سے مشہور ہے۔ 1619ء میں اسے خواجہ عبدالحیٔ نے جمع کیا۔ اس دفتر میں خطوط کی تعداد کم ہے لیکن اکثر بڑے مفصل ہیں۔ اس دفتر میں اسلامی نظریات کو تفصیل سے بیان کیا۔

تیسرا دفتر:۔

یہ دفتر قرآن کی سورتوں کے مطابق 414 مکتوبات پر مشتمل ہے۔ میر محمد

نعمان اور خواجہ محمد ہاشم نے ان کو مرتب کیا۔ معرفت الحقائق کے نام سے موسوم ہے۔ بعد میں دس مکاتیب کا اضافہ ہوا۔ اسطرح کل تعداد 124 ہو گئی یہ اس زمانے کی بات ہے جب حضرت مجدد قلعہ گوالیار میں محبوس تھے یا لشکر شاہی کے ہمراہ تھے۔ اس میں تصوف کے مباحث شریعت کے مباحث سے کم ہیں۔

اس طرح یہ کل 536 مکاتیب ہیں۔ جن میں 20 حضرت باقی باللہؒ کے نام، 33 حضرت میر محمد نعمانؒ کے نام، 16 حضرت خواجہ معصومؒ کے نام، 13 حضرت خواجہ محمد سعیدؒ اور 13 عبدالرحیم خان خاناں کے نام ہیں۔

یہ خطوط مختلف افراد کو مختلف اوقات میں مختلف موضوعات اور مسائل پر لکھے گئے ہیں۔ لیکن نفس مضمون کے اعتبار سے دوسرے افراد کیلئے بھی دلچسپی کا باعث ہوتے۔ اس لئے انکی مختلف نقول تیار کروائی جاتیں۔ بعض مکتوبات میں ضمناً نجی معاملات بھی آگئے ہیں۔ بعض حضرات کی سفارش بھی کی گئی ہے لیکن ایسا شاذ ہے۔ ان مکاتیب کا ایک عمومی جائزہ لیا جائے تو علم تفسیر، اصول تفسیر، علم حدیث و اصول حدیث، فقہ واصول فقہ، علم کلام، تصوف، تاریخ، عقائد، سیاسیات، نفسیات، معاشرت، اور معاملات کے بنیادی مباحث ان مکاتیب میں مل جاتے ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں کے مختلف اقوال کی تشریح، ائمہ مجتہدین میں امام اعظم کا مقام و مرتبہ اور اس قسم کے کئی مباحث پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنے والے مفسرین، مجتہدین، محدثین و

فقہاء' نے کلام مجدد سے خوشہ چینی کی اور اسے حرف آخر کے طور پر پیش کیا۔

گویا مکتوبات علم و حکمت کا اتنا مقدس ذخیرہ ہیں جسکی نظیر متاخرین کی تصنیفات میں نہیں مل سکتی۔ اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ جنہیں ان مکتوبات کے مفاہیم و مطالب پر کما حقہ عبور حاصل ہو۔ اسی وجہ سے بعض احباب نے ان کی شروح لکھیں۔ جن میں مولوی ضیاء الدین' خواجہ عبداللہ وحدت' شاہ عبدالرحیم' مولانا منظور احمد' مولوی نصراللہ خان کابلی کی شروح مشہور ہیں۔ حضرت مجدد کے بعد سلسلہ مجددی کے جن بزرگوں نے مکاتیب تحریر کرنے کا التزام کیا وہ بھی در حقیقت مکاتیب امام ربانی کی ہی شرح ہیں۔ مثلاً مکتوبات سعیدیہ' مکتوبات معصومیہ' مکتوبات عبدالنبی شامی' مکتوبات حضرت مظہر جان جاناں' مکتوبات شاہ غلام علی'۔گوجرانوالہ کے علامہ سعید مجددی صاحب اردو میں' مکاتیب کی شرح لکھ رہے ہیں۔ عربی' انگریزی' اردو اور اطالوی زبانوں میں انکے تراجم ہو چکے ہیں۔

الغرض یہ مکاتیب ہر دور کے مسلمانوں کیلئے مشعل راہ اور چراغ ہدایت ہیں۔

طرز تحریر

حضرت مجدد کی شخصیت جامع صفات تھی ان کے طرز تحریر میں قوس و قزح کے سارے رنگ ہیں۔ کہیں زورِ خطابت ہے اور کہیں علمی متانت اور ان سب میں اعلیٰ درجے کی فصاحت و بلاغت۔ (رُودِ کوثر مصنفہ شیخ محمد اکرام ص ۲۲۹)

ان مکتوبات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ مجدد بڑے بلند پایہ اہل قلم سے تھے اور خط لکھتے وقت مکتوبات کی انتہائی خوبیوں پر بھی پوری نظر رکھتے تھے ان کے خطوط میں بیشتر علمی اور دینی مسائل ہیں۔ اور ان کیلئے وہی عالمانہ طرز تحریر اختیار کیا ہے جس میں زیادہ سے زیادہ معانی تھوڑے سے تھوڑے الفاظ میں ادا ہو جائیں اور آپ ارباب تصوف کی مروجہ اصطلاحات کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور جو لوگ ان سے ناواقف ہیں انہیں بعض مطالب سمجھنے میں دقت ہوتی ہے لیکن عام طور پر ثقیل الفاظ تھوڑے ہیں۔ اور بالخصوص ان مکتوبات میں جو عقائد کی توضیح میں یا مبتدیوں اور نوجوان طالبوں کو لکھے گئے ہیں زبان بڑی سلیس اور عام فہم ہے۔

(رود کوثر از شیخ محمد اکرام ص ۳۲۸)

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگاروں نے لکھا ہے۔

غالباً یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ مثنوی مولانا روم کے بعد مکتوبات ہی حقائق و معارف اور اسرار شریعت و طریقت کا وہ خزینہ ہیں جن سے الحادو زندقہ' بدعت اور ضلالت کا قلع قمع ہوتا ہے اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ مکتوبات کا مطالعہ خالصتاً علمی نہج پر کیا جائے۔ اگر ایسا ہوا تو اس سے اسلامی تعلیمات' تاریخِ تصوف اور نفسیاتِ مذہب کے متعلق نہایت اہم نِکات منکشف ہوں گے۔ مکتوبات کا انداز علمی بھی ہے اور واعظانہ وخطیبانہ بھی۔ زبان موثر اور شیریں ہے۔ اور اسلوب بیان نہایت سلجھا ہوا۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۲؍۱۲۹ مقالہ نگار شیخ عنایت اللہ' سید نذیر نیازی

خواجہ عبدالحی

یہ وہ مکتوبات ہیں جو علوم غریبہ' معارفِ عجیبہ' اسرارِ لطیفہ اور دقائقِ شریع پر مشتمل ہیں۔ عارفوں میں سے کوئی عارف بھی ایسے مضامین نہیں لکھ سکا اور ن

ہی اولیاء میں سے کسی ولی نے ان کی طرف اشارہ فرمایا۔ یہ علوم و معارف انوار نبوت کے سینہ سے حاصل کئے گئے ہیں۔

مناظر احسن گیلانی

سیدنا الامام حضرت مجدد سرہندی قدس سرہ نے حالانکہ جو کچھ لکھا ہے عقلیت کے اسی رنگ کو پھاڑنے کیلئے لکھا ہے لیکن عقلیت کے خلاف ان کا سارا کلام جیسا کہ پڑھنے والوں پر مخفی نہیں سراسر عقلی رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ مجدد کی تجدید کا گُر ہی یہ ہے کہ قرآن اصول

حضرت شاہ غلام علی دھلوی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ مجدد اللہ تعالیٰ کی قلم ہیں۔

تمام اولیائے امت کے معارف انکے کلام میں درج ہیں اور جو معارف ان کے ساتھ مخصوص ہیں۔ وہ اولیائے کرام میں سے کسی کے کلام میں بھی نہیں پائے جاتے۔

جن معارف کی حضرت مجدد نے تقریر فرمائی ہے امتِ محمدیہ میں سے اس طرح کسی نے نہیں بتائے اور جن اسرار کو آپ نے تحریر کی لڑی میں سلیقے سے پرو دیا ہے اصحابِ معرفت میں سے کسی نے یوں بیان نہیں فرمائے۔ آپ کا کلام بظاہر وحی آسمانی کی طرح نازل شدہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ کا بیان اللہ کے مشکل اشاروں کی تشریح ہے۔

ان مکتوبات قدسی آیات سے میں نے اسطرح فیض حاصل کیا ہے۔ جس طرح مرید اپنے پیروں سے فیض حاصل کرتے ہیں۔

یہ معارف جو حضرت مجدد نے بیان فرمائے۔ بہت بلند ہیں جو عارفوں اور

عقلمندوں کی عقل و خرد سے بھی وراء الوراء ہیں۔ ان مکتوبات قدسی آیات کو سمجھنے میں ہمارا حال ایسا ہے جیسے کوئی ایرانی باشندہ جو جاہل محض ہو۔ باوضو قبلہ رو قرآن کھول کر سطروں پر انگلی پھیرتا ہوا کہتا جائے یا الٰہی تو نے سچ فرمایا۔ تو نے تو موتی بکھیر دیئے ہیں۔

حضرت علامہ شاہ ابوالحسن زید فاروقیؒ

آپ کے مکتوبات کا ہر لفظ نسبت نقشبندیہ سے بھرا ہوا جام معرفت ہے جو پڑھنے والے کو اعلیٰ درجہ احسان (اَن تعبُدَاللہ کَانک تَرَاہ) پر پہنچاتا ہے ہزارہا اہلِ غفلت اس مسغراق معرفت کو پی کر دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر گرویدہٗ ذاتِ بحت ہوئے ہیں۔

علامہ محمد اقبالؒ

انہوں نے اپنے زمانے کے تصوف کا تجزیہ جس بے باکی اور تنقید و تحقیق سے کیا۔ اس سے سلوک و عرفان کا ایک نیا طریق وضع ہوا جہاں تک موصوف کی عبارت کا تعلق ہے مجھے ڈر ہے کہ میں نفسیات حاضرہ کی زبان میں اسکے حقیقی معانی شاید ہی بیان کر سکوں کیونکہ اس قسم کی زبان موجود ہی نہیں۔

(تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ ۲۹۸ - ۲۹۹)

پروفیسر محمد فرمان

آپ کی دو کرامتیں دنیا کیلئے بڑے فیض کا باعث ہوئی ہیں ایک آپ کی نیک اور صالح اولاد --- دوسری کرامت آپ کے مکتوبات ہیں جنکے مطالعہ سے آپ کی

علمیت، معرفت خلوص اور شرع کی پابندی کا ایک ایسا حسین، دلکش اور مستحکم منظر آنکھوں کے سامنے آ رہا ہے جس سے قاری دلی سرور و سوز اور مزاج و افعال میں نمایاں تبدیلی پاتا ہے۔

محمد اسحاق بھٹی

سرزمین برصغیر میں جو قدرو منزلت اہل علم میں ان مکتوبات کو حاصل ہوئی۔ وہ تصوف کی کسی اور کتاب کے حصے میں نہ آسکی۔

(فقہائے ہند جلد ۴ حصہ اول ۱۱۵)

مکتوبات امام ربانی کو علم و فضل کے دلآویز مجموعے کی حیثیت حاصل ہے ان میں تحقیقی، فقہی، تبلیغی، ہر قسم کا مواد موجود ہے اسکا اسلوب نگارش بڑا زور دار، موثر اور خطیبانہ ہے۔

(فقہائے ہند جلد ۴ حصہ اول صفحہ ۱۱۷)

ابوالحسن ندوی

یہ حضرت مجدد کا سب سے بڑی علمی، اصلاحی، تجدیدی، ان کے وہبی کمالات، مجتہدانہ و مجددانہ مقام تحقیق و معرفت اور ان کے دلی جذبات و احساسات کا آئینہ ہے جس کی بناء پر انکو مجدد الف ثانی کا لقب دیا گیا۔
ہندو و فارسی ادب میں اسکا مقام واضح کرنے اور اس کے علوم و معارف کی نقاب کشائی کیلئے ایک مستقل تصنیف درکار ہے۔

(تاریخ دعوت و عزیمت ۹؍۳۸۷)

محمد ہاشم مجددی

حضرت مجدد قدس سرہ العزیز نے مکتوبات شریف میں اسلامی نظریہ حیات کو اس خوبی سے سمجھایا ہے کہ جس کے پڑھنے سے شوق عمل اور ذوق کار پیدا ہوتا ہے اور ایک طالب و سالک صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اسی لئے اکابر طریقت نے سالکین کے لئے مکتوبات کا مطالعہ لازمی قرار دیا ہے اس کے معانی کی بلندی تو اپنی جگہ مسلم ہے۔ لیکن عبارت بھی ادبی حیثیت سے اتنی بلند پایہ، دل ربا اور دل نشین ہے کہ اس کے پڑھنے سے روح وجد میں آ جاتی ہے اور دل و دماغ دونوں کیف اندوز ہوتے ہیں۔

مکتوبات شریف کے سلسلے میں یہ بات قابل غور ہے اور مختلف حالات اور ہر دور کے لئے اس میں ہدائتیں موجود ہیں۔ معنوی حیثیت سے یہ اتنے ہمہ گیر ہیں کہ شاید ہی کوئی دوسری تصنیف ہو۔ دسویں صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک کے عالم اسلام کے تاریخی حالات کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ اس عرصے میں ملت اسلامیہ میں جو جو امراض پیدا ہوئے یا جو جو مشکلات پیدا ہوئیں سب کا حل مکتوبات شریف میں ہے گویا کہ مکتوبات ملت اسلامیہ کیلئے تریاق و اکسیر ہیں۔

اثرات و اہمیت

مکاتیب امام ربانی کے اثرات و اہمیت کا اندازہ درج ذیل نکات سے لگایا جا سکتا ہے۔

۱۔ یہ مکاتیب مسلمانوں کی اخلاقی، اعتقادی، عرفانی، ذھنی، قلبی، باطنی، روحانی اور معنوی تربیت کا بہترین ذریعہ ہیں۔

۲۔ ان مکاتیب کے ذریعے حضرت مجدد لشکر، دربار اور خود شاہی خاندان میں ایسا موثر عنصر تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے جس نے آگے چل کر مملکت

کے نظام کو پوری طرح اسلامی شریعت کے سانچے میں ڈھالا اسی وجہ سے مکاتیب کا پانچواں حصہ امراء اور عمائدین سلطنت کے نام ہے۔

۳۔ یہ ان مکاتیب کا ہی اثر تھا کہ جہانگیر کی پالیسی اسلام کی مخالفت میں نہ تھی بلکہ غیر جانبدار رہی۔

۴۔ مکتوبات نے اس خلا کو پر کر دیا جو کشف المحجوب کے بعد تصوف کے میدان میں پیدا ہو گیا تھا۔

۵ ۔ ملائشیا کے حامد الگر نے اپنے آرٹیکل

Reflection of Ibn - Arabi in early Naqshbandi Tradition

Journal of the Muhyaddin Ibn - Arabi society جو

میں چھپا۔ مکتوبات کے اثر کو یوں بیان کیا۔

The Maktubat of Sirhindi came to replace

The Fusus of Ibn - Arabi as a text for study and Meditation.

"حضرت سرھندی کے مکتوبات نے مطالعاتی اور تفکراتی طور پر فصوص ابن عربی کی جگہ لے لی۔"

۶۔ ان مکتوبات نے اسوقت فاصلاتی نظام تعلیم کا تصور پیش کیا۔ جب دنیا میں کہیں بھی فاصلاتی نظام تعلیم کا تصور موجود نہ تھا آج دنیا میں یہ نظام فروغ پا چکا ہے ۔ انڈیا کے تقریباً ہر صوبے میں اوپن یونیورسٹی موجود ہے ۔ پاکستان میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی یہ فریضہ انجام دے رہی ہے۔

۷۔ غیر مسلموں کے بارے میں حضرت مجدد کے مکتوبات اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار کا مظہر ہیں اس کا اثر یہ ہوا کہ جب فارسی کی بجائے اردو کو دینی علوم کی درس و تدریس کا ذریعہ بنانے کی کوشش شروع ہوئی ۔ تو سلسلہ مجددی کے بزرگوں نے اردو شاعری کو ھندی اثرات سے پاک کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔ اس سلسلہ میں حضرت مظہر جان جاناں شہید، حضرت شاہ غلام علی دھلوی، خواجہ محمد ناصر عندلیب اور خواجہ میر درد کے نام اہم ہیں۔